آخر درست کیا ہے؟

مذہبی حساسیت
اور بے حسی

قسط 01

آخر درست کیا ہے؟

(قسط:01)

مذہبی حساسیت اور بے حسی

مفتی محمد قاسم عطاری*

مذہبی حساسیت کیا ہے؟

مذہبی حساسیت اپنی ذات پر شریعت نافذ کرنے، دوسروں کے متعلق اس کی فکر کرنے کے ساتھ پورے معاشرے کو صحیح عقائد سکھانے، دین پر عمل پیرا ہونے اور اسلامی عقائد و اعمال کی خلاف ورزی پر دلی بے قراری اور عملی تدارک کی کوششوں کا نام ہے۔ صرف خود شریعت پر عمل کرنے کو کافی سمجھ کر دوسروں کو بُرائی میں پڑے رہنے دینا، قدرت کے باوجود انہیں برائی سے نہ روکنا، بے حسی، اسلامی فریضے کا ترک اور ایک مذموم فعل ہے۔ سابقہ امتوں کی تباہ کن برائیوں میں سے ایک یہ بھی قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے کہ وہ دوسروں کو برائیوں سے روکتے نہیں تھے، چنانچہ فرمایا: ﴿كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ(۷۹)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: وہ ایک دوسرے کو کسی برے کام سے منع نہ کرتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔ بیشک یہ بہت ہی برے کام کرتے تھے۔ (پ6، المآئدۃ:79)

بلکہ دوسروں کو برائی سے روکنا دَرْ حقیقت اپنی ذات کو بھی اُس برائی سے بچانے کا ذریعہ ہے، کیونکہ دوسروں کو روکنے والا خود بھی بچا رہتا ہے اور معاشرے میں پھیلتی برائیوں پر خاموش رہنے والا ایک دن خود بھی اُن میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس حکمت کا بیان نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں بیان فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے، تو اُن کے علماء نے پہلے تو اُنہیں منع کیا، جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی اُن سے مل گئے اور کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے میں اُن کے ساتھ شامل ہو گئے، اُن کی اِسی نافرمانی اور سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان سے اُن پر لعنت اُتاری۔ (ترمذی، 5/35، حدیث:3058)

البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رَحمت سے ہم پر یہ آسانی رکھی ہے کہ برائی کو طاقت ہی سے ختم کرنا ضروری نہیں، بلکہ زبان سے روک سکتے ہیں تو زبان سے روکیں ورنہ دل میں برا جانیں، لیکن یہ ہرگز نہیں کہ سیکولرازم (Secularism) کا شکار ہو کر یہ کہیں کہ بس اپنی فکر کرلینا کافی ہے اور دوسروں کو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ اسلام نہیں، کوئی اور دین ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت واضح ہدایت دی ہے کہ: تم میں جو شخص برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی نہیں رکھتا تو دل سے (اُس کو برا جانے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم، ص48، حدیث:49) لہٰذا یہ ہرگز حکمِ شریعت نہیں کہ بس خود عمل کر لو اور دوسروں کے لیے گُم سُم یا "صم بکم" بیٹھے رہو یا بس دل میں برا جان کر بری الذمہ ہو جاؤ، نہیں نہیں، سب سے پہلے تو حکم ہی طاقت سے روکنے کا ہے، جو حکومت یا انتظامیہ کا کام ہے، پھر زبان سے روکنے کا ہے، جو علماء و دیگر افراد کا، پھر دل میں برا جاننے کا درجہ ہے جو کمزوروں، بے بسوں کا ہے، لیکن افسوس کہ سیکولرازم کو اِسلام پر ترجیح دینے والے مسلمانوں کو اِسی کمزوری و بے بسی کا درس دینا چاہتے ہیں۔ عملی اِقدامات اور تقریری و تحریری کوششوں کو مذہبی حساسیت سے خارج کر دینا اور کہیں اسکول، کالج، یونیورسٹی، دنیاوی اداروں میں برائی کے خلاف انتظامی، عملی اقدامات اور زبانی کاوشوں کو انتہا پسندی کا نام دینا، در حقیقت لوگوں میں دینی غیرت و حَمِیَّت ختم کرنے کی کوشش اور اسلام دشمنوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع دینے کا بہانہ ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ محبت و دوستی

غیر مسلموں کے ساتھ مل کر ان کے دینی تہوار منانے کی تائید میں یہاں تک کہہ دینا کہ اسلام نے کہیں غیر مسلموں کے ساتھ محبت

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

سے منع نہیں کیا، یہ ربِ ذوالجلال پر سخت افترا ہے۔(نعوذ باللہ من ذلك) قرآنِ کریم میں کئی آیات ہیں جن میں مطلقاً تمام کفار سے اتحاد اور دوستی و محبت کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ(۸۰) وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ(۸۱)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: تم ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، تو ان کی جانوں نے اُن کے لیے کتنی بری چیز آگے بھیجی کہ اُن پر اللہ نے غضب کیا اور یہ لوگ ہمیشہ عذاب میں ہی رہیں گے اور اگر یہ اللہ اور نبی پر اور اُس پر جو نبی کی طرف نازل کیا گیا ہے، ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے، لیکن ان میں بہت زیادہ فاسق ہیں۔(پ6، المآئدۃ:80، 81) بلکہ اگر کسی کا باپ، بیٹا، بھائی یا خاندان والے کافر ہوں، تو اُن سے بھی محبت کو حرام فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہوں۔(پ28، المجادلۃ:22) اتنی واضح آیات ہونے کے باوجود، اس بات کا ہی انکار کر دینا کہ اسلام نے کہیں غیر مسلموں کے ساتھ مَحبّت و دوستی سے منع نہیں کیا، بے باکی نہیں تو اور کیا ہے؟ کھلم کھلا اِن آیات سے منہ پھیرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ کافروں سے محبت کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ دینِ اسلام کے احکام سے بیزاری نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا صرف بر سرِ پیکار کافروں سے دوستی کی ممانعت ہے؟

سیکولر مائنڈ سیٹ (Secular Mindset) رکھنے والے کہتے ہیں کہ جن آیات میں کفار سے دوستی کی ممانعت ہے، وہ اُن لوگوں سے متعلق ہیں جو مسلمانوں سے حالتِ جنگ میں ہوں، حالانکہ قرآن کریم اس بات پر گواہ ہے کہ کافروں سے محبت اور دوستی کے ممنوع ہونے کی اصل وجہ، اُن کا کفر کرنا اور اللہ عزّوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مخالفت اور اُن کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا، تو وہی ظالم ہیں۔(پ10، التوبۃ:23) کتنے صریح الفاظ میں کافروں سے محبت اور قلبی دوستی کے ممنوع ہونے کی وجہ کو بیان کر دیا گیا کہ کفر کو ایمان پر ترجیح دینا، دوستی سے ممانعت کی وجہ ہے۔ کیا اب بھی کوئی کہے گا کہ بر سرِ پیکار لوگوں کے ساتھ ہی دوستی منع ہے اور باقیوں کے ساتھ سب کچھ روا ہے؟

جو حالتِ جنگ میں نہ ہوں اُن کفار سے بھی صرف دنیاوی اچھے سلوک کی اجازت دی گئی ہے، دوستی ان سے بھی حرام ہی ہے اور جہاں تک "سورۃ الممتحنۃ" کی آیت نمبر 8 کی بات ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے غیر مُحارِب کفار کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ(۸)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اللہ تمہیں اُن لوگوں سے احسان کرنے اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا، جنہوں نے تم سے دین میں لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔(پ28، الممتحنۃ:8) تو اس میں بھی کفار سے دوستی کی اجازت نہیں دی گئی، بلکہ جن کفار سے مسلمانوں کا امن و اَمان کا معاہدہ ہے یا جو ذِمّی کفار ہیں، اُن کے ساتھ صرف "بِرّ" یعنی اپنی ذاتی مصلحت کی خاطر اُن سے اچھا سلوک کرنے اور اِقساط یعنی برابری کا برتاؤ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

اس معنیٰ و مفہوم کا تعلق درست ہے، خواہ اسے تعلق کہیں یا ظاہری دوستی، ورنہ دلی دوستی اور ایسی دوستی کہ ان کے تہواروں تک میں برابر کی شرکت کی جائے، اِس کے حرام ہونے میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مکی، مدنی ظاہری زندگی میں اور بعد میں چاروں خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنی وسیع سلطنتوں میں موجود غیر مسلموں کے کون سے تہوار میں شرکت کی؟ کسی میں بھی نہیں۔ (جاری....)